حیات سلطان الہند

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ



عطائے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ
مولانا محمد شاکر علی نوری
امیر سنی دعوت اسلامی

شائع کردہ مکتبہ طیبہ ۱۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (کنزالایمان)

حیاتِ طیبہ خواجۂ خواجگاں، سلطان الہند، حضرت

خواجہ غریب نواز

رحمة الله تعالىٰ عليه

مؤلّف:

مولانا محمد شاکر علی رضوی نوری

امیر سُنّی دعوتِ اسلامی

ناشر:

مکتبہ طیبہ

مرکز اسماعیل حبیب مسجد، ۱۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۔۳

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کتاب : حیات سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

تالیف : مولانا محمد شاکر علی رضوی نوری (امیرِ سُنی دعوتِ اسلامی)

کمپوزنگ : محمد عبداللہ اعظمی (مبلغِ سُنی دعوتِ اسلامی)

پروف ریڈنگ : مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا سید عمران الدین قادری

پہلا ایڈیشن بموقع : عرسِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶ء

تعداد : ۳ ہزار

ناشر : مکتبہ طیبہ (سُنی دعوتِ اسلامی)

قیمت :

شرفِ انتساب

میں اپنی اس تالیف کو استاذ العلماء، یادگارِ سلف، بقیۃ الخلف، پاسبانِ شریعت، حضور مفتیٔ اعظمِ راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین صاحب قبلہ دام ظلہ و فیوضہٗ کی ذاتِ بابرکت کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کو دیکھ کر صوفیٔ باصفا، صاحبِ تقویٰ حضرت علامہ یار علوی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول یاد آتا ہے جو تاجدارِ شریعت، سرکار حضور مفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمہ سے متعلق ہے کہ ایک بار سرکار حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے کاندھے کو حضرت علامہ یار علوی صاحب علیہ الرحمہ نے بوسہ دیا، لوگوں نے عرض کیا حضور کاندھوں کو چومنے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا بظاہر مفتیٔ اعظم ہند ضعیف و نحیف ہیں لیکن کاندھے اتنے مضبوط ہیں کہ آج سنیت کو اسی کاندھوں نے اٹھا رکھا ہے۔ بالکل اسی طرح ہم حضور اشفاق العلماء کی ضعیفی کے باوجود اشاعتِ سنیت میں شب و روز کی جانفشانی کو دیکھتے ہیں تو ان بزرگوں کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

الحمدللہ! راجستھان کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں میں مشنِ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شمع کو دار العلوم اسحاقیہ اور اپنے بے شمار طلباء کی شکل میں انہوں نے روشن کر رکھا ہے۔

اور حضور اشفاق العلماء کی شفقت کا عالم یہ ہے کہ ہر چھوٹی بڑی سُنی تنظیم کی حوصلہ افزائی کر کے فروغِ سنّیت میں اسلاف کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت حضرت کو عمرِ خضر بالخیر عطا فرمائے تا کہ تشنگانِ علوم و معرفت حضرت سے فیض حاصل کرتے رہیں۔

☆☆☆☆

تقریظ جلیل

از:......نبیرۂ صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی محمود اختر القادری

رضوی امجدی دار الافتاء، ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ہر قرن اور ہر زمانے میں خالق کائنات نے کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا فرمائے جنھوں نے مردہ قوموں کو جلا بخشی اور برسہا برس کے خوابیدہ لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کر کے انھیں منزل مقصود کا صحیح پتہ دیا جنھوں نے دین اسلام کی نصرت وحمایت کو اپنا جزوِ زندگی بنایا اور ہمیشہ دشمنان اسلام کے مقابل صف آرا رہے یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق وباطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ جنھوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیا تھا حق گوئی وراست بازی جن کا شعار تھا، دنیا کی کوئی طاقت انھیں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے باز نہ رکھ سکی بڑی سے بڑی جابر وظالم حکومتیں بھی ان حضرات کے پائے استقامت کو ذرہ برابر بھی جنبش نہ دے سکیں۔

عشق مصطفیٰ سے سرشار اللہ تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے جس طرح اپنی حیات ظاہری میں بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی فرماتے اور نامرادوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں اسی طرح سے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور شکستہ دلوں کی دلبستگی کا سامان مہیا کرتے ہیں اسی لئے بعد وفات بھی ان کی بارگاہوں میں ہر دیار وامصار سے لوگ نیاز مندانہ حاضری دیتے ہیں اور گوہر مراد سے اپنی اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔

انہیں برگزیدہ نفوس قدسیہ میں سے سلطان الھند عطائے رسول خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری سنجری قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی بھی ہے

جن کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں سے ہندوستان کی سرزمین کفر وشرک ایمان واسلام کے انوار سے جگمگا اٹھی، دلوں کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور گم گشتہ راہوں کو ہدایت ورہنمائی کی دولت سرمدی نصیب ہوگئی۔

ہم ہندوستانی مسلمانوں پر حضرت خواجہ غریب نواز، ان کے خلفاء اور ان کی بارگاہ کے تربیت یافتہ حضرات کا بڑا احسان ہے کہ ہمارے آباء واجداد کا ایمان کی دولت سے مالا مال ہونا انہیں نفوس قدسیہ کی نگاہ کیمیا اثر کا ثمرہ اور ان کی بے لوث خدمات کا نتیجہ ہے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ان کا گن گاتے رہیں اور ان کی غلامی کا دم بھرتے رہیں کہ رسول اکرم سید عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے "مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ" جو لوگوں کا شکر ادا نہ کرے وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

زیر نظر رسالہ "**حضرت خواجہ غریب نواز**" اسی شکر وامتنان اور اظہار تشکر کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے امیر سنی دعوت اسلامی حضرت مولانا حافظ وقاری الحاج محمد شاکر علی صاحب رضوی نوری نے بڑی عقیدت ومحبت سے ترتیب دے کر سلطان الھند کی بارگاہ اقدس میں بطور خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

امیر سنی دعوت اسلامی نے ابتداء میں لفظ "**ولی**" سے متعلق علمی گفتگو کی ہے پھر حضرت سلطان الھند کے حالات وکوائف، اخلاق وکردار، ایثار وخدمات، تصرفات واختیارات، تعلیمات وارشادات اور وظائف ومعمولات کو بہت ہی سہل انداز اور اچھے پیرائے میں بیان کیا ہے جو قاری کے ذہن وقلب کو متأثر کرتا ہے۔

رب قدیر اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ میں اس کتاب کو قبول انام فرمائے اور اس کے مؤلف کو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے اور ان کے زبان وبیان، تحریر وتقریر کو پر اثر بنائے اور ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا پر لطف وکرم کی بارش فرمائے اور ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رکھے۔ آمین

گدائے مفتئ اعظم وفقیہ اعظم
محمود اختر القادری عفی عنہ

۲۴ / جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ

دربار ہے اعلیٰ تیرا

از:......استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

کس قدر جوش تحیُّر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

جب سے تونے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محیِ دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہیں
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

☆☆☆☆☆

یا شاہِ سنجری

از:......مؤلف کتاب ہٰذا

بگڑی مِری بنا دو یا شاہِ سنجری رنج و الم مٹا دو یا شاہِ سنجری
کتنا کرم ہے مجھ کو اپنا بنا لیا ہے قسمت کو اب جگا دو یا شاہِ سنجری
پر ہے نہ پاس زر ہے اک طالبِ نظر ہے طیبہ مجھے دکھا دو یا شاہِ سنجری
عشقِ نبی میں آقا ثابت قدم رہوں میں بالخیر خاتمہ ہو یا شاہِ سنجری
پھر ہند کی زمیں پر ظالم ابھر رہے ہیں تیرِ نظر چلا دو یا شاہِ سنجری
حسنِ عمل سے قاصر در پہ کھڑا ہے شاؔکر اپنا مجھے بنا لو یا شاہِ سنجری
شاؔکر پہ بھی عنایت فرمایئے خدارا خوابیدہ دل جگا دو یا شاہِ سنجری

☆☆☆☆☆

سخی ابنِ سخی

نتیجۂ فکر:......حضرت مولانا محمد رفیع الدین رفیؔع اشرفی (نگراں سُنی دعوتِ اسلامی، پربھنی)

لیکر اک آس ترے در پہ میں آیا خواجہ اپنے منگتا پہ ہمیشہ رہے سایہ خواجہ
تم ہی داتا ہو سخی ابن ِ سخی خواجہ پیا صدقہ دربار سے کس نے نہیں پایا خواجہ
سب کی بگڑی کو بناتا ہے خدا تیرے سبب تیری نظروں نے مری بگڑی بنایا خواجہ
تنگ داماں ہوں میں کچھ اور بھی صدقے کرتا ایک ٹوٹا ہوا دل تھا وہی لایا خواجہ
فاصلہ کتنا بڑا ہے انا ساگر کا مگر حکم پاتے ہی ترا کوزے میں آیا خواجہ
ایک تم سے ہی ہمیں ہند میں تسکین ہے بس ورنہ اس مُلک میں سب کچھ ہے پرایا خواجہ
در پہ منگتا ہے رفیؔع اذنِ مدینہ دے دو در سے ملتا ہے ٹکٹ لینے میں آیا خواجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصّلوٰۃ و السّلام علیک یا رسول اللّٰہ ﷺ

وعلیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللّٰہ ﷺ

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو پریشان بال، میلے کچیلے، دروازوں سے ڈھکیلے گئے ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ایسا ہے کہ اگر وہ کسی بات کے لئے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی قسم سچی کردے۔

انہیں برگزیدہ نفوسِ قدسیہ میں ایک ذات سیدنا سلطان الہند، عطائے رسول ﷺ، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جن کی سوانحِ حیات کے حوالے سے کچھ باتیں بطورِ اختصار آئندہ صفحات پر آپ ملاحظہ کریں گے، اس سے پیشتر مناسب سمجھتا ہوں کہ ''لفظِ ولی'' کے سلسلہ میں چند باتوں کی وضاحت کردوں۔

ولی: لفظِ وَلی وَلْیٌ یا وَلَایَۃٌ سے بنا ہے۔ وَلْیٌ کا معنیٰ قرب اور ولایۃٌ کا معنیٰ حمایت ہے۔ لہٰذا ولی کے لغوی معنے قریب، والی، حمایتی ہیں۔ قرآن شریف میں یہ لفظ مندرجہ ذیل معنوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دوست، قریب، مددگار، والی، وارث، معبود، مالک، ہادی۔

۱ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلوٰۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ ○ تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

۲ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ○ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

۳ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰیہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ ○ تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

۴ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ○ اور ہمیں اپنے

پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

۵ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ ٥ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

ان آیتوں میں ولی کے معنے قریب، دوست، مددگار، مالک ہیں۔

٦ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ٥ بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

اس آیت میں ولی بمعنی وارث ہے کیوں کہ شروع اسلام میں مہاجر و انصار ایک دوسرے کے وارث بنادئے گئے تھے، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

۷ وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ٥ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا۔

اس آیت میں بھی ولی سے مراد وارث ہے کیوں کہ اولِ اسلام میں غیر مہاجر مہاجر کا وارث نہ ہوتا تھا۔

۸ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ٥ اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

۹ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ ٥ اور رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔

۱۰ فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْبَ ٥
تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے۔

ان آیات میں بھی ولی سے مراد وارث ہے۔ جیسا کہ بالکل ظاہر ہے۔

۱۱ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ٥ اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔

اس آیت میں ولی بمعنیٰ حامی والی ہے۔ بعض آیات میں ولی بمعنیٰ معبود آیا ہے ملاحظہ ہو

۱۲؎ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰیo اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے، کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

اس آیت میں ولی بمعنیٰ معبود ہے اس لئے کہ آگے فرمایا گیا ''مَا نَعْبُدُھُمْ''

۱۳؎ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلاً o تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنا لیں گے بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے۔

اس آیت میں بھی ولی بمعنیٰ معبود ہے اس لئے کہ ان ولی بنانے والوں کو کافر کہا گیا کیوں کہ کسی کو دوست اور مددگار بنانے سے انسان کافر نہیں ہوتا جیسا کہ پچھلی آیتوں سے معلوم ہوا ہے۔ معبود بنانے سے کافر ہوتا ہے۔

۱۴؎ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا o ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا۔

اس آیت میں بھی ولی بمعنیٰ معبود ہے کہ یہاں کفار کی مذمت بیان ہو رہی ہے اور کافر ہی دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔ (علم القرآن، ص:۱۴۷)

ولی اللہ، ولی من دون اللہ: ولی بمعنیٰ دوست یا مددگار دو طرح کے ہیں، ایک اللہ کے ولی، دوسرے اللہ کے مقابل ولی۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو اللہ کا قرب رکھتے ہیں اور اس کے دوست ہوں اور اسی وجہ سے دنیا والے انہیں دوست رکھتے ہیں۔ ولی مِن دُونِ اللہ کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو دوست بنایا جائے۔ جیسے کافروں یا بتوں یا شیطان کو، دوسرے یہ کہ اللہ کے دوستوں یعنی نبی، ولی کو خدا کے مقابل مددگار سمجھا جائے کہ خدا کا مقابلہ کر کے یہ ہمیں کام آئیں گے۔ ولی اللہ کو ماننا عینِ ایمان ہے اور ولی من دون اللہ بنانا عینِ کفر و شرک ہے۔

ولی اللہ کے لئے یہ آیت ہے ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ''

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ اس آیت میں ولی اللہ کا ذکر ہے۔

ولی من دون اللہ کے لئے مندرجہ ذیل آیتیں ہیں:

(۱) ”لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ“
مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں مسلمانوں کے سوا۔

(۲) ”وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ“ اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

ان دو آیتوں میں ولی من دون اللہ کا ذکر ہے۔ پہلی آیت میں دشمنانِ خدا کو دوست بنانے کی ممانعت ہے، دوسری آیت میں خدا کے مقابل دوست کی نفی ہے۔ یعنی رب تعالیٰ کے مقابل دنیا میں کوئی مددگار نہیں۔ نہ ولی، نہ پیر، نہ نبی۔ یہ حضرات جس کی مدد کرتے ہیں، اللہ کے حکم اور ارادے سے کرتے ہیں۔

ولی یا اولیاء کے ان معانی کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے۔ بے موقعہ ترجمہ بدعقیدگی کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ”اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ“ کا ترجمہ یہ کر دیا جائے کہ تمہارا معبود اللہ، رسول اور مومنین ہیں تو شرک ہو گیا۔ اور اگر ”مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ“ کا یہ معنی کر دیا جائے کہ خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں تو کافر ہو گیا۔ کیوں کہ قرآن نے جن آیتوں میں بہت سے مددگاروں کا ذکر فرمایا ہے ان آیتوں کا انکار ہو جائے گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ”کافروں کا کوئی مددگار نہیں“ معلوم ہوا کہ مومنوں کے مددگار ہیں۔

۱۔ وَ مَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝ اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا۔

۲۔ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۝ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل۔

۳۔ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ۝ اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔ (علم القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصّلوٰۃ و السّلام علیک یا رسول اللّٰہ ﷺ
و علیٰ آلک و اصحابک یاحبیب اللّٰہ ﷺ

خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ عزوجل نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام مبعوث فرمائے، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تاجدارِ کائنات ﷺ تک جتنے بھی انبیاء تشریف لائے سب نے انسانوں کے ساتھ خیر خواہی کا بھرپور مظاہرہ فرمایا اور راہ بھٹکے انسانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعوت دیتے رہے۔ ظاہرسی بات ہے کفر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور ظلم وعصیاں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے لئے راہِ راست پر جلدی آنا آسان تو نہ تھا چنانچہ کبھی دعوتِ دین دینے والے مقدس انبیاءِ کرام پر نصیحت کے جواب میں پتھر برسائے گئے اور کبھی ناشائستہ جملوں کے تیر برسا کر ان کے کلیجے کو چھلنی کیا گیا۔ لیکن اللہ کے فرستادہ پیغمبر ہر ظلم سہتے رہے اور لوگوں پر شفقت و مہربانی کے بادل بن کر برستے رہے۔

اگر ہم قرآنِ مقدس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ بے شمار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں کے سامنے اپنے خیر خواہ ہونے کے دلائل پیش کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا ''اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لاَ تَعْلَمُوْنَ'' (سورۂ اعراف، آیت نمبر ۶۲)

ترجمہ: تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے

وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں بھٹکے ہوئے انسانوں کے سامنے حضرتِ نوح علیہ السلام نے اپنا مقصد اور منصب بیان فرمایا۔ اسی طرح سے اگر ہم دوسرے مقام پر دیکھیں تو حضرتِ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے یہی ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ''لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ''

ترجمہ: بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے۔ (سورۂ اعراف، آیت ۷۹)

مذکورہ آیتِ کریمہ میں قوم کی ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خیر خواہوں سے تم کو کوئی غرض ہی نہیں۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والے انسان اور کفر و ضلالت کی تاریکی میں گم ہونے والی قوم بھلے اور برے کی تمیز سے محروم رہتی ہے۔

اگر ہم حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا جائزہ لیں تو اس قوم کی بے راہ روی اور گمرہی کا اندازہ لگ سکتا ہے۔

اسی طرح سے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ''یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ'' اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی تو کیوں کر غم کروں کافروں کا۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر نے اپنی ذمہ داریٔ منصب کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمادیا کہ رسالت اور نصیحت ہم نے پہنچادی اب اگر تم ایمان نہ لاؤ تو قصور تمہارا ہے۔

میرے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دیوانو! ایک اور مقام پر حضرت ہود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بات کو دوسرے انداز میں فرمایا ''اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ'' تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں۔

(سورۂ اعراف، آیت:٦٨)

کفّار کا حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے ہیں، انتہائی درجے کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اخلاق و آداب اور شانِ حلم سے جو جواب دیا اس میں شان مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔ اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سفہاء اور بدخصال لوگوں سے اس طرح مخاطبہ کرنا چاہئے مع ہٰذا آپ نے اپنی رسالت اور خیر خواہی و امانت کا ذکر فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہلِ علم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب و کمال کا اظہار جائز ہے۔

میرے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دیوانو! آپ دیکھتے چلے جائیں کہ انسانوں کی خیر خواہی کے لئے شب و روز کاوشیں کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کیا کیا سمجھتی رہی اور کہتی رہی، لیکن صبر و استقامت کے پیکر بن کر وہ لوگوں کو دین حنیف کی طرف بلاتے رہے اور جواباً دنیا کیا کہہ رہی ہے اس کی پرواہ تک نہ کی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خالق عزت اللہ ہے اور بھلائی کی دعوت دینا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

حرص دنیا کی لالچ میں اندھی قوم اور ''**دنیا ہی کے لئے جینا دنیا ہی کے لئے مرنا**'' اس ضابطہ پر عمل کرنے والی قوم یہ تصور کرتی رہی کہ نصیحت کے عوض میں انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام شاید ہمیں دعوتِ اسلام دے کر اور دین کی اعلیٰ قدروں سے آشنا کرا کر کچھ مال و منفعت کے خواہش مند ہوں گے تو دولت و ثروت کی لالچ دے کر دعوتِ دین کے فروغ کو روکنے کے لئے انہوں نے کوشش کی حتی کہ تاجدارِ کائنات ﷺ سے جزیرۃ العرب کی جو زمین اور جو دوشیزہ پسند ہو اس کی پیش کش کی گئی لیکن معبودِ برحق کے فرستادہ پیغمبر دردِ انسانیت سے لبریز سینہ لے کر جس مقصد کے تحت اس فرشِ گیتی پر تشریف لائے تھے اس مقصد کو کیسے چھوڑ

سکتے تھے، اس لئے ان کے شکوک وشبہات کو رفع کرتے ہوئے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا "لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی" اور واضح کر دیا کہ مال وزر کی حرص تو بہت دور کی بات ہے اگر چاند وسورج بھی میرے ہاتھوں میں رکھ دئے جائیں تو بھی لمحے بھر کے لئے میں اپنے مقصد سے انحراف نہیں کرسکتا۔

ارے جس رسولِ مختار ﷺ کو اللہ اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادے اور جس کے اردگرد پہاڑ سونے اور چاندی کے بن کر چلنے کے لئے تیار ہوں اسے کسی انسان سے مال و دولت کی کیا حاجت۔ سچ کہا ہے بریلی کے تاجدار سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

رسولِ معظم ﷺ نے اپنی شفقت، رحمت اور بے غرضی سے انسانوں کے دلوں کا تزکیہ فرمایا اور دیکھتے دیکھتے تیئس سال کی قلیل مدت میں ایک لاکھ سے زائد انسانوں کو شربتِ اسلام پلا کر نشۂ اسلام میں مخمور کر دیا اور وہ لوگ جن کے دل اتنے سخت تھے کہ جنہیں بچیوں کے زندہ درگور کرنے پر احساسِ جرم تک نہ تھا ان کے دلوں میں یتیم بچیوں کی پرورش کرنے کا جذبہ پیدا فرما کر یہ واضح کر دیا کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جس کے ایک ایک حکم میں ہزارہا بھلائیاں اللہ نے رکھی ہیں۔

چوں کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی بن کر تشریف لائے تھے اس لئے حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا تو ممکن نہ تھا تو اللہ عزوجل نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ فروغِ اسلام کا کام لیا، ان کے بعد تابعین نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور پھر تبعِ تابعین نے۔ غرض کہ خلافتِ راشدہ کے بعد چوں کہ ملوکیت کے دور کا آغاز ہو چکا تھا لہٰذا جو کام خلیفۂ وقت کیا کرتے اور مضطرب انسانوں کو قانونِ اسلام کا پابند کر کے اطمینان وچین کی دولت سے مالا مال فرماتے، وہ کام آہستہ آہستہ ملوکیت کے عروج کے ساتھ ساتھ مدھم پڑتا رہا۔ چوں کہ اسلام خیر خواہی کا مذہب ہے اس لئے بھٹکے ہوئے انسانوں کی خیر خواہی کے

لئے اللہ کے وہ بندے جن کو رب نے اپنی دوستی کا تاج عطا فرمایا وہ میدانِ عمل میں کود پڑے اور اپنے پاکیزہ کردار اور بے لوثی کے ذریعہ مخلوقِ خدا کی ایسی خدمت کی اور ایسا بھلا چاہا کہ دنیا ان کے حسنِ اخلاق و خیر خواہی سے متاثر ہو کر دامنِ اسلام میں پناہ لینے لگی۔ انہیں بندوں میں سلطان الہند، عطائے رسول ﷺ، خواجۂ خواجگاں معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہیں جن کے وصال کو آج صدیاں گزر گئیں لیکن آج بھی دکھی انسانوں کی خیر خواہی اور مضطرب انسانوں کو چین کی دولت اپنے مزارِ پر انوار سے بانٹتے نظر آتے ہیں۔

میرے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دیوانو! خواجۂ خواجگاں، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مرضی سے ہند کی زمین پر تشریف نہیں لائے بلکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے انہیں سلطان الہند بنا کر ہندوستان کی سرزمین پر اجمیر کے علاقے میں جانے کا حکم عطا فرمایا۔ ہند کی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے شہاب الدین غوری کی شکست خوردہ فوج کا ایک سپاہی جو پرتھوی راج سے شکست خوردہ فوج کا ایک سپاہی تھا، اس نے غریب نواز کو جب دیکھا کہ آپ عازمِ اجمیر ہیں تو عرض کرنے لگا اے اللہ کے برگزیدہ بندے! خدا کے لئے تم اجمیر نہ جاؤ، ابھی ہم پرتھوی راج کی فوج سے شکست کھا کر لوٹ رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی برا سلوک وہ کر بیٹھے لہٰذا میری گزارش ہے کہ آپ اجمیر کا ارادہ ترک کر دو۔

سلطان الہند غریب نواز علیہ الرحمہ نے اس کے کلمات جب سنے تو آپ کا عشق الٰہی جوش میں آیا اور برجستہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اے شہاب الدین غوری کی شکست خوردہ فوج کے سپاہی! کان کھول کر سن لے، تم لوگ جب چلے تھے تو تلواروں کے بھروسے پر اور معین الدین چلا ہے تو اللہ کے بھروسے پر''

کچھ ہی دنوں میں دنیا نے دیکھ لیا کہ بوسیدہ لباس میں ملبوس اور اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے اس عاشق نے صرف اجمیر کی دھرتی ہی کو تکبیر کے لاہوتی نغموں سے مسحور نہ کیا بلکہ لاکھوں انسانوں کے دلوں میں شمعِ اسلام کو جلا کر یہ واضح کر دیا کہ جب بھی مادی طاقتوں

کا مقابلہ روحانی طاقتوں سے ہوا تو اللہ عزوجل نے اپنے فرمان ”قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی“ کے مطابق کامیابی انہیں کو عطا فرمائی جن کا دل یادِ الٰہی اور یادِ رسول ﷺ اور دردِ امت میں تڑپتا ہے۔

آیئے ان تمہیدی کلمات کے بعد سلطان الہند خواجۂ خواجگاں، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی اور سوانحِ عمری پڑھیں اور اپنے دل کو ان کی محبت سے منور و مجلیٰ کریں۔

خاندان: حضرت خواجہ خاندانِ رسالت کے وہ روشن چراغ ہیں جس کی نورانی شعاعوں نے نہ صرف سرزمینِ ایشیا میں ہزاروں قلوب کو نورِ توحید وضیائے معرفت سے منور کر دیا بلکہ تمام عالم میں اپنی لازوال روشنی پھیلادی، آپ کے آباء واجداد کو علم وفضل، زہد وتقویٰ اور حق شناسی وخدا رسی میں طرۂ امتیاز حاصل رہا ہے، حضور سرورِ عالم ﷺ کا شجرۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک نہ صرف جاہلیت سے پاک وصاف ہے بلکہ ہدایت خلق کے لئے بعض انبیاء علیہم السلام کا بھی حامل ہے، اس کا فیض حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نسب نامہ کو یہ ملا کہ آپ کا نسب نامہ رسول خدا ﷺ سے لے کر آپ کی ذات اقدس تک نہ صرف دینداری اور پرہیزگاری میں ممتاز ہے بلکہ اس میں مخلوق کی رہبری کے لئے بعض اماموں کی مقدس شخصیتیں بھی نظر آتی ہیں، یہ حضرات فقر و درویشی اور بزرگی میں یگانۂ روزگار ہوئے ہیں۔ آپ کے شجرہ میں بہت سے اختلافات ہیں مگر یہ امر مسلّم ہے کہ آپ بلحاظ نسب نامۂ پدری حسینی ہیں اور بموجبِ شجرۂ مادری حسنی ہیں۔

نسب نامہ پدری: معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین ظاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

شجرۂ مادری: بی بی اُمُّ الورَع المعروف بہ بی بی ماہِ نور وخاص الملکہ بنت سید داؤد بن

حضرت عبداللہ الحنبلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبداللہ بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

والدین وبرادران: آپ کے والد بزرگوار حضرت سید غیاث الدین بہت متقی پرہیزگار تھے اور مشائخِ خراسان میں ممتاز تھے، خاندانی شرافت کے ساتھ صاحبِ دولت وثروت بھی تھے۔

غوث الاعظم سے قرابت

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی المعروف بہ غوث پاک حضرت عبداللہ الحنبلی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ بی بی ماہِ نور حضرت عبداللہ الحنبلی کی پوتی ہیں۔ ان ہر دو کے والد آپس میں بھائی ہیں۔ اس رشتہ سے غریب نواز کی والدہ غوث الاعظم کی چچا زاد بہن ہیں اور غوث پاک غریب نواز کے ماموں ہیں۔ ایک دوسرے رشتہ سے غریب نواز اور غوثِ پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں، تیسرے رشتہ سے غریب نواز غوث الاعظم کے ماموں ہوتے ہیں۔ ان رشتوں کی مطابقت اس طرح ہو جاتی ہے کہ غوثِ پاک کی والدہ غریب نواز کی ننہالی رشتہ میں خالہ اور ددھیالی رشتہ میں بہن ہیں۔

ولادتِ مبارک

جائے ولادت: آپ کی جائے ولادت میں اختلاف ہے، مؤلف سیر العارفین نے آپ کا مَولَدُ سجستان لکھا ہے۔ بعض نے سنجار متصل موصل لکھا ہے۔ بعض نے متصل اصفہان سنجر لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ حسبِ سیر الاقطاب آپ کا آبائی وطن سنجرستان (صوبہ سجستان یعنی سنجر یا سیسان ہے اور جائے ولادت صفاہان (اصفہان) ہے لیکن آپ کی بود و باش سنجان میں رہی جو سنجر کے نام سے مشہور ہے بقولِ ابوالفضل یہ قصبہ سنجر سیسان سے متعلق ہے۔ یہاں آپ کے خاندان کے افراد اب تک موجود ہیں، اس کے گرد پہاڑ ہیں پھل بکثرت ہوتے ہیں باشندگان نیک خصلت ہیں۔

خلفائے عباسیہ سادات پر مظالم کرتے تھے اس لئے غالب گمان ہے کہ آپ کے اجداد نے ان کے مظالم سے تنگ آکر دار الخلافت بغداد سے دور سنجر (جس کو ابوالفضل نے سنکر یا سنگر لکھا ہے اور گاف کو جیم سے بدل کر آپ کو سنجری لکھا ہے) میں اقامت اختیار کر لی تھی مگر آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کی والدہ اصفہان میں تھیں تاہم سابقہ نسبت مکانی کی وجہ سے اصفہان میں بھی آپ کی نسبت سنجری ہی رہی۔

تاریخ وسنہ ولادت: آپ کی ولادت کے مختلف سنین ۵۲۳ھ اور ۵۳۷ھ کے درمیان لکھے گئے ہیں مگر بحوالہ کلمات الصادقین مؤلف مرأت الاسرار نے آپ کا بعمر ۹۷ سال ۶۲۷ھ میں وصال پانا لکھا ہے ۶۲۷ میں سے ۹۷ سال عمر کے کم کر دینے سے آپ کا سنہ ولادت ۵۳۰ھ بر آمد ہوتا ہے یہی سالِ ولادت مؤلف مرأت الانساب (ص:۱۶۰) اور خاندان زبیر کبنوی (جلد اول ص:۳۱۶) وغیرہ نے لکھا ہے۔ مرقعہ خواجگان نے ص:۱۱ پر بحوالہ آئینہ تصوف اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے آپ کی تاریخِ ولادت ۹/ جمادی الآخرہ لکھی ہے۔ ۵۳۰ھ کی یہ تاریخ ۱۵/ مارچ ۱۱۳۶ء روز یکشنبہ سے مطابقت کرتی ہے۔

اسمِ گرامی اور خطابات والقاب: بعض کے نزدیک آپ کا پورا نام معین الدین حسن ہے مگر بعض کے نزدیک معین الدین ہے اور والدین کے پکارنے کا مختصر نام حسن ہے۔ بعدِ وصال آپ کی پیشانی پر بخط نور "هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ" مرقوم تھا۔ اس لئے یہ دربارِ ایزدی سے عطا کردہ خطاب سمجھا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر جب آپ نے دربارِ رسالت میں سلام پیش کیا تو جوابِ سلام کے ساتھ قطب مشائخ بر و بحر کا خطاب عطا ہوا۔ عام طور سے لوگ آپ کو عطائے رسول، خواجہ اجمیر، خواجہ بزرگ ہندالولی، غریب نواز، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند وغیرہ کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

بعض حضرات فاتحہ کے موقعہ پر آپ کے نام کے ساتھ تاج المقربین والمحققین، سید العابدین، تاج العاشقین، برہان الواصلین، آفتابِ جہاں، رحمتِ ہندوستاں، پناہِ بے

کساں، دلیل العارفین کے القاب لگاتے ہیں۔

چشتی کہلانے کی وجہ : یہ خیال غلط ہے کہ چشتی سلسلہ حضرتِ خواجہ غریب نواز سے شروع ہوا بلکہ اس کی ابتدا حضرتِ خواجہ ابو اسحاق سے ہوئی، مبدأ و منشأ چشتیاں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی جب بقصدِ حصولِ بیعت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے یہاں بغداد میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت و ارادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ''تیرا نام کیا ہے؟'' عرض کیا اس عاجز کو ابو اسحاق شامی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج سے ہم تجھ کو ابو اسحاق چشتی کہیں گے اور جو تیرے سلسلۂ ارادت میں تا قیامِ قیامت داخل ہوگا وہ بھی چشتی کہلائے گا۔ پس حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی حسبِ فرمانِ مرشد چشت (شاقلان جو ہرات سے تیس کوس ہے) میں تشریف لائے اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے۔ آپ کے سلسلہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ ابو احمد چشتی، حضرت خواجہ محمد چشتی، حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بھی چشت میں قیام پذیر ہو کر مدفون ہوئے بایں وجہ یہ سلسلہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا چوں کہ مذکورہ بالا حضرات حضور خواجہ غریب نواز کے پیرانِ سلسلہ ہیں اس لئے حضرت خواجہ غریب نواز بھی چشتی کہلائے۔

رضاعت: آپ کا عہدِ طفلی عام بچوں جیسا نہ تھا بلکہ ایامِ رضاعت میں بھی شانِ غریب نوازی کا اظہار فرماتے تھے ''بزمانۂ رضاعت جب کوئی عورت اپنا بچہ لے کر آپ کے یہاں آجاتی اور اس کا بچہ دودھ کے لئے روتا تو آپ کی والدہ آپ کا اشارہ سمجھ جاتیں اور آپ کا دودھ اسے پلا دیتیں۔ اس نظارے سے آپ بہت خوش ہوتے اور فرطِ مسرت سے ہنستے۔ تین چار سال کی عمر کے زمانہ میں آپ اپنے ہم عمر بچوں کو بلاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

صغرِ سنی: ایک عید کے موقع پر حضرتِ خواجہ بزمانہ صغرِ سنی عمدہ لباس پہنے ہوئے نماز کے لئے جا رہے تھے، راستے میں آپ نے ایک نابینا لڑکے کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا،

آپ کو اس پر رحم آیا اسی وقت اپنے کپڑے اتار کر اس بچے کو دے دیئے اور اس کو اپنے ساتھ عیدگاہ لے گئے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کبھی کھیل کود میں شریک نہ ہوتے تھے۔

نشو ونما اور ابتدائی تعلیم: آپ کا نشو ونما خراسان میں ہوا، ابتدائی تعلیم کے متعلق کتابوں میں تفصیلات نہیں ہیں مگر حال کے ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی۔ نو سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا بعد ازآں آپ سنجر کے مدرسے میں داخل ہو گئے یہاں آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور تھوڑے عرصے میں بہت علم حاصل کر لیا۔

ایک مجذوب سے ملاقات: ایک دن آپ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے کہ اپنے وقت کے مشہور مجذوب حضرت ابراہیم قندوری کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت خواجہ نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ انہیں بٹھایا اور خوشۂ انگور سے ان کی تواضع کی۔ خواجہ کے حسنِ سلوک سے مجذوب کا دل خوش ہو گیا انہوں نے اپنی بغل سے سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور دانت سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا، اسے کھاتے ہی دل کی حالت بدل گئی، کیف و سرمستی کے عالم میں باغ و پن چکی فروخت کر کے ساری قیمت فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دی اور خراسان کی طرف نکل گئے۔ (ماہنامہ استقامت کا اولیاء نمبر، جولائی ۱۹۷۷ء، ص: ۶۳)

خراسان سے ہندوستان تک کا سفرنامہ: ۵۴۵ھ سے ۶۳۲ھ تک کا اکثر زمانہ آپ نے سفر میں گزارا ہے اس درمیان میں کہیں ہفتوں، کہیں مہینوں اور کہیں سالوں تک قیام بھی ثابت ہے، دورانِ سفر میں جو جو مقامات آپ کے قدموں کے نیچے سے گزرے ہیں ان کی ایک اجمالی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)خراسان (۲)سمرقند (۳)بخارا (۴)عراق ،عرب (۵)ہارون (۶)بغداد (۷) کرمان (۸)ہمدان (۹)تبریز (۱۰)استرآباد (۱۱)خرقان (۱۲)میمنہ (۱۳)ہرات (۱۴)سبزہ وار (۱۵)افغانستان (۱۶)غزنی (۱۷)رے (۱۸)فالوجہ (۱۹) مکہ معظّمہ

(۲۰)مدینہ طیبہ (۲۱)بدخشاں (۲۲)دمشق (۲۳)جیلان (۲۴)اصفہان (۲۵)چشت (۲۶)ہندوستان براہِ ملتان، لاہور، سمانہ، دہلی، اجمیر۔

اس سفر نامہ میں بیس سال کا وہ سفر بھی شامل ہے جو حضرت خواجہ نے اپنے پیرومرشد حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمرکابی میں کئے ہیں۔اس سفر میں سرکار بغداد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضرت خواجہ کی ملاقات کئی بار ہوئی ہے ایک ملاقات میں حضور خواجہ کے متعلق غوثِ اعظم کی یہ بشارت بھی منقول ہے کہ یہ مرد مقتدائے روزگار سے ہے، بہت سے لوگ اس کے ذریعہ منزلِ مقصود کو پہنچیں گے۔(بعض اہلِ علم نے اس سے اختلاف کیا ہے)

مرشد سے ملاقات: انیس الارواح میں خود حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے مرشد سے ملاقات اور بیعت کا واقعہ اپنے قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا یہ دعا گو معین الدین حسن سنجری بمقام بغداد شریف خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی دولت پابوسی سے مشرف ہوا۔

اس وقت مشائخ کبار حاضرِ خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا، پیرومرشد نے ارشاد فرمایا دو رکعت نماز ادا کر، میں نے ادا کی، پھر فرمایا قبلہ رو بیٹھ، میں بیٹھ گیا حکم دیا سورۂ بقرہ پڑھ میں نے پڑھی، فرمان ہوا اکیس بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا: آ تا کہ تجھے خدا تک پہنچا دوں، بعد ازاں مِقْرَاض (قینچی) لے کر دعا گو کے سر پر چلائی اور کلاہِ چہارتر کی اس درویش کے سر پر رکھی، گلیم خاص عطا فرمائی۔

پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا، فرمایا ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج رات دن مشغول رہ، یہ درویش بحکمِ محترم مشغول رہا، دوسرے دن جب حاضرِ خدمت ہوا ارشاد فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، دریافت فرمایا زمین کی

طرف دیکھ میں نے دیکھا، استفسار فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا تحت الثریٰ تک، فرمایا پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی، فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، پوچھا اب کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا حجابِ عظمت تک، فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کرلیں، فرمایا کھول، میں نے کھول دیں، پھر مجھے اپنی انگلیاں دکھا کر سوال کیا، کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھتا ہوں۔

بعد ازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھانے کا حکم دیا۔ میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا اسے لے جا کر فقراء میں تقسیم کر دے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بعد ازاں حاضرِ خدمت ہوا ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں گزار عرض کیا فرمانِ عالی سر آنکھوں پر''

شجرۂ طریقت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی مرید حضرت شریف ژندنی مرید حضرت خواجہ قطب الدین چشتی مرید حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی مرید حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی مرید حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی مرید حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری مرید حضرت شیخ امین الدین ہبیرۃ البصری مرید حضرت سدید الدین حدیفۃ المرعشی مرید حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی مرید حضرت ابو فضیل بن عیاض مرید حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید مرید حضرت خواجہ حسن بصری مرید امام الاولیاء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

معین الہند کا لقب: ایک دفعہ آپ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور عرصہ تک قیام پذیر رہنے کے بعد آپ نے مدینہ شریف ہی میں مستقل قیام کرنے کا ارادہ کیا تو ایک رات دربارِ رسالت مآب ﷺ سے آپ کو یہ بشارت ہوئی ''معین الدین! تم میرے دین کے معین ہو، میں نے ولایتِ ہندوستان تمہیں عطا کی۔ وہاں ظلمتِ کفر پھیلی ہوئی ہے، تم اجمیر جا کر قیام کرو تمہارے وہاں جانے سے ظلمتِ کفر دور ہو جائے گی اور اسلام رونق پذیر ہوگا''

نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر آپ بہت خوش ہوئے اور متحیر بھی کہ اجمیر کدھر ہے اسی سوچ میں مبتلا تھے کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی، اسی حالت میں عالمِ رؤیا (خواب) میں سرورِ کائنات ﷺ تشریف لائے، باقی واقعہ خود حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، معین الدین دیکھو! تمام مشارق و مغارب کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں'' اس کے بعد آپ کو اجمیر شریف، قلعہ اور تمام پہاڑ دکھائے گئے اور ایک انار عطا کیا اور ارشاد فرمایا 'خدا نے تمہیں تحفہ عطا کیا ہے' چنانچہ اس کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے اور بالآخر اجمیر شریف جلوہ افروز ہوئے۔

بارِ اول ورودِ ہند، ملتان میں تشریف آوری: ہرات سے روانہ ہوکر بار اول وارد ہند ہوئے یعنی ملتان میں قدم رنجہ فرمایا، ورودِ ملتان کے متعلق دلیل العارفین میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غریب نواز کا مندرجہ ذیل بیانِ ارقام فرماتے ہیں ''یہاں ملتان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی ان بزرگ نے دورانِ ملاقات فرمایا اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے، اول بوجہ ندامت، دوم معصیت ترک کرنے کے خیال سے، سوم اپنے آپ کو خصومت اور ظلم سے پاک رکھنے کے لئے۔''

خواجہ غریب نواز اور اشاعتِ اسلام: خواجۂ خواجگان حضور معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالٰی عنہ کفرستانِ ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کرنے والے ہیں، آپ سے پہلے اس خطہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے تشریف لانے والے صوفیاء میں شیخ اسماعیل محدث، شیخ صفی الدین گزرانی، شیخ حسین زنجانی، شیخ علی ہجویری اور سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ خواجہ ابو محمد ابن ابی احمد چشتی کے اسمائے گرامی آتے ہیں مگر اس علاقہ کی روحانی سیادت خواجۂ اجمیر کے لئے مقدر تھی۔

والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، ترکہ میں ایک باغ ملا اسی کی نگہداشت کے دوران ابراہیم قلندر نامی ایک بزرگ کا پس خوردہ منہ میں پڑا اور دل انوارِ الٰہی سے منور ہو گیا۔ دنیا

کی محبت مردہ پڑ گئی۔ راہِ حق میں نکل پڑے، سمرقند میں کلام اللہ حفظ کیا اور دینی علوم حاصل کئے، عراق کا رخ کیا جس کے ایک قصبہ ہارون میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ان کے حصہ کی نعمت سرمدی کے لئے منتظر تھے، حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے شرفِ بیعت پایا۔ مرشد کامل نے اپنے سلسلہ میں داخل فرمانے کے بعد چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور مرید صادق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''ترا بخدا رسانیدم ومقبولِ حضرتِ اوست گردانیدم'' میں نے تجھے خدا تک پہونچا دیا اور حق تعالیٰ کا مقبول بنا دیا۔

حضرت خواجہ اجمیری کا سلسلۂ طریقت چودہ واسطوں کے بعد سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کم وبیش بیس سال رہے، مرشد کامل نے گوہر شب تاب کی تراش خراش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا.......... روحانیت کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کرایا، خود اپنے ہمراہ اکنافِ عالم کے اولیاء اللہ اور شناورانِ راہِ طریقت سے ملاقاتیں کرائیں، تا آنکہ رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ رحمت میں لے کر حاضر ہوئے، دربارِ رسول میں مرشد کامل نے مرید فاضل کو پیش کیا تو آقاؤں کے آقا ﷺ کے مرقدِ مبارک سے آواز آئی ''معین الدین مجھے پیارا ہے میں نے اسے قبول کیا اور اپنا بنایا''

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس یگانۂ روزگار مرید پر ناز تھا۔ بے حد پیار فرماتے تھے۔ آپ کا فرمان ہے۔ ''معین الدین خدا کا پیارا ہے اور مجھے اپنے اس مرید پر فخر ہے''

سیر وسیاحت: دس سال تک آپ نے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ اکناف عالم کی سیر کی۔ پیر و مرشد سے رخصت ہونے کے بعد بھی آپ نے سیر وسیاحت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جن علاقوں کو آپ نے دوران سیاحت دیکھا۔ کچھ نام آپ پڑھ چکے ہیں۔

بغداد شریف میں آپ نے سرکار غوث الثقلین، قطب الدارین، محی الدین الشیخ

عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ۵۷ روز گزار کر، ان سے فیوض و برکات لئے (اور سیر العارفین کی روایت کے مطابق غوث پاک کی خدمت عالیہ میں پانچ روز رہے) اسی طرح سنجان میں شیخ نجم الدین کبریٰ، اور بغداد ہی میں حضرت شیخ ضیاء الدین پیر ومرشد، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، تبریز میں حضرت شیخ ابوسعید تبریزی، اصفہان میں شیخ محمود اصفہانی، بلخ میں شیخ احمد خضرویہ، غزنین میں نظام الدین ابوالموید کے مرشد شیخ عبدالواحد غزنوی کی مجالس میں رہے اور ان تمام سے روحانی وعرفانی برکات کے خزانے سمیٹے۔ آپ نے اولیاء اللہ کے مزارات پر پہنچ کر مراقبے کئے۔ ہمدان میں مزارِ شیخ ابو یوسف ہمدانی، خرقان میں شیخ ابوالحسن خرقانی، ہرات میں شیخ عبداللہ انصاری اور ملتان (لاہور) میں علی ہجویری قدست اسرارہم کے مزارات پر چلہ کشی کی اور وہاں سے رخصت ہوتے وقت یہ شعر پڑھا۔

گنج بخشِ ہردو عالم مظہرِ نورِ خدا　　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اشاعتِ اسلام : ملک ہند میں اپنا تبلیغی مشن شروع کرنے سے پہلے پانچ سال تک ملتان میں رہ کر ہندوستان کی زبان سیکھی۔ حضرت خواجۂ اجمیر جب حاضرِ بارگاہِ رسالت ہوئے تو سید الاولین والآخرین ﷺ نے انہیں ہندوستان جانے کی بشارت عطا فرمائی۔

دلیل العارفین میں اجمیر کے غالباً سفر روحانی کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ ایک مجلس میں فقراء ومریدین کے سامنے آپ عارف کی صفتوں پر تقریر فرما رہے تھے اسی اثناء میں اشک بار ہوگئے اور فرمایا میں اسی مقام کا سفر کرتا ہوں جہاں میرا مدفن ہے اس کے بعد سب کو رخصت کر دیا صرف خواجہ قطب الدین کو ساتھ چلنے کا حکم دیا بہر حال صحیح اور مشہور ترین روایت ہے کہ راجہ رائے پتھورا کے زمانے میں آپ اجمیر تشریف لائے۔

راجہ کے مقربین کو اپنے علاقہ میں مسلمان درویشوں کا آنا ناگوار ہوا اور انہوں نے نت نئے حیلوں بہانوں اور اپنی شرارتوں سے انہیں تنگ کرنا شروع کر دیا تاکہ یہ لوگ اکتا کر

چلے جائیں مگر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوئے، بڑے بڑے معرکے ہوئے، ان معرکوں کی حیثیت گویا اسلام اور کفر کے مقابلے کی تھی۔ قدرت خداوندی کو اس سرزمین پر اسلام کو فروغ بخشنا منظور تھا۔ اس لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبلغ اسلام نہیں، بلکہ چلتا پھرتا اسلام بنا کر یہاں بھیج دیا تھا تمام ہندو جوگیوں اور جادوگروں کو خواجہ صاحب کے مقابلے میں کھلی ہوئی شکستوں کو سامنا کرنا پڑا...................... ہندو مذہبی رہنماؤں کا سردار جوگی جے پال نہ صرف یہ کہ آپ کے مقابلے میں ہار گیا بلکہ اعتراف شکست کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہوا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے روحانی تعلیمات دے کر اپنی خلافت سے نوازا۔

حضرت خواجہ صاحب کی روحانی عظمتوں کے نئے نئے واقعات اجمیر کی سرزمین پر دیکھ دیکھ کر پتھورا رائے کے لشکریوں میں سے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ راجہ اور اس کے ہم مذہب ایسے لوگوں کو اذیت دیتے تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں استغاثہ لاتے راجہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر اپنے اور اپنی حکومت کے لئے خطرہ کا احساس کیا اور آپ کو اجمیر بدر کرنے کا حکم دیا۔ آپ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا **"رائے پتھورا را زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم"** رائے پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے **حوالے کر دیا"**

چنانچہ پتھورا رائے کی اس گستاخی کے بعد ہی ایک دن کی بات ہے خراسان میں بادشاہ شہاب الدین غوری نے خواب دیکھا۔ خواجہ غریب نواز سامنے کھڑے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ملک ہند کی بادشاہت دینے والا ہے تم اس کی جانب قدم بڑھاؤ۔ سلطان نے فوراً حملہ کی تیاری کی اور آپ کے فرمان کے بموجب فاتح و کامراں ہوا اور وارث النبی کے فیضانِ روحانی سے یہ خطہ غلغلۂ اسلام سے گونج اٹھا۔

حضور خواجۂ خواجگان کی برکت سے ہندوستان میں مشرف با سلام ہونے والوں کے بارے میں مصنف خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے **"ہزار در ہزار از صغار و کبار بخدمتِ آں**

محبوبِ کردگار حاضر شدہ مشرف بہ شرفِ اسلام واردات آں حضرت شدند" ہزار ہا ہزار چھوٹے بڑے اس محبوبِ خدا (خواجہ صاحب) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرتے اور حضرت کے مرید ہوتے۔

عظمتِ اخلاق: سرکار غریب نواز مدنی تاجدار ﷺ کے روحانی نائب تھے، آپ کے اخلاق و کردار کی عظمت اور بنی نوعِ انسان کی سچی بہی خواہی کے جذبات نے بھی لوگوں پر اثر کیا۔ روحانی کمالات میں یدِ طولیٰ کے ساتھ ساتھ خون کے پیاسوں کے ساتھ بھی عفو ودرگزر اور عطا وبخشش آپ کی فطرت میں شامل تھا۔ ایک بار ایک شخص کسی کا آلۂ کار بن کر آپ کے قتل کے ارادے سے آیا، خنجر اس کی آستین میں تھا، حضرت کو اس کے ارادے سے واقفیت ہوگئی، آپ کے باطنی نور نے اس کی بدنیتی آپ پر ظاہر کردی، پھر جب وہ آیا تو آپ نے اس کو بہت پیار سے بٹھایا اور نہایت نرمی سے کہا کہ جو ارادہ کرکے آئے ہوا سے پورا کرو، وہ کانپ اٹھا اور چھری سامنے رکھ کر معافی کا خواستگار ہوا اور کہا میں حاضر ہوں آپ مجھے میری نیتِ بد کی سزا دیجئے۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا فقیروں کا شیوہ بدلہ لینا نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں سے تو کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس سے نیکی سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کے لئے دستِ مبارک اٹھایا اور آپ کی توجہ سے وہ مقربِ بارگاہِ حق ہوگیا۔ اسے ۴۵؍ بار حج کی توفیق ملی اور اسی مقدس زمین پر انتقال پا کر دفن ہوا۔

آپ پڑوسی مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت فرماتے اور دفن کے بعد سب لوگ چلے جاتے تو دیر تک دعائے خیر فرماتے رہتے۔ دلیل العارفین میں ہے کہ ایک بار آپ حسبِ معمول ایک قبر پر کھڑے تھے کہ چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد معمول پر آیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین یہ حالات دیکھ رہے تھے وجہ پوچھی تو فرمایا قبر میں عذاب کے فرشتے آئے تھے لیکن پھر رب تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور قبر سے عذاب دور ہوگیا۔

تاثیرِ نظر: سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان میں نائب مصطفیٰ بن کر

تشریف لائے۔ان کے اخلاق و کردار کا ہر گوشہ سنتِ محمدی کا آئینہ تھا۔زبان کیا تھی کلمۂ توحید کی شمشیر براں اور نگاہ کیا تھی محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ،ایک بار کی بات ہے آپ ایک باغ میں حوض کے کنارے فروکش تھے،علاقہ کا تندخو حکمراں یار محمد نامی رافضی ادھر آنکلا،اجنبی صورت دیکھ کر ذہن میں کچھ نفرت لئے بڑھا۔خواجہ غریب نواز نے اسے ایک نظر دیکھا تو مغلوب الحال ہوگیا،ہوش حواس گم ہو گئے،آپ نے پانی کے چھینٹے دئے،ہوش میں آیا تو اپنے اہل وعیال اور دوست احباب سمیت حضرت خواجہ صاحب کا گرویدہ ہوگیا۔رفض و شیعیت سے تائب ہوکر مرید ہوگیا اور اپنی ساری دولت نذر کو لایا۔آپ نے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور فرمایا ظلم وستم سے حاصل کیا ہوا مال اس کے مالکوں کو دے دو۔اس نے ایسا ہی کیا پھر آپ کی صحبت میں رہ کر باطنی علوم کی تکمیل کر کے آپ کی خلافت سے سرفراز ہوا۔

دلوں پر حکمرانی: حضرت خواجہ غریب نواز سیر وسیاحت کے زمانے میں بھی اکثر روزہ سے رہا کرتے،تیر کمان اور چقماق ساتھ رکھتے،شکار کرتے اور گوشت بھون کر افطار فرماتے۔

حکیم ضیاء الدین نامی ایک شخص بلخ کی آبادی میں درویشوں اور فقراء کے کمالاتِ روحانی کا منکر تھا۔اتفاق سے اس کی ملاقات حضرت خواجہ غریب نواز سے ہوگئی۔آپ کلنگ کا شکار کر کے گوشت بھون رہے تھے،حضرت خواجہ غریب نواز پر اس کے باطنی مرض کا انکشاف ہوا آپ نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا انہیں دیا انہوں نے وہ کھایا،کھانا تھا کہ ان کی حالت متغیر ہوگئی،دل کی دنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہوگیا۔بے خودی کی کیفیت کچھ کم ہوگئی تو حضرت کے قدموں پر گر کر زندگی بھر کے لئے غلامی اختیار کر لی اور مرید ہوگئے،نہایت مشہور طبیب تھے،فنِ طب کی تمام کتابیں دریا بُرد کر دیں اور درویش خدامست کی نگاہوں کے شکار ہوکر عمر بھر راہِ طریقت میں بادہ پیمائی کرتے رہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز عطائے رسول سے بہرہ ور تھے،انہیں خود محبوب رب العالمین ﷺ نے اپنے روحانی کمالات کا مظہر بنا کر ملکِ ہند میں مقرر فرمایا تھا اسی لئے ان

کے دم قدم سے اس سرزمین کفر پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جتنا عظیم الشان کام ہوا، لشکر وسپاہ اور تخت وتاج والوں سے اس کا عشرِ عشیر بھی نہ ہوا۔ حضور خواجہ غریب نواز کے ذریعہ ہندوستان میں کتنے لوگوں نے کن کن ذرائع سے اور آپ کے کن کن کمالات وخصائل سے متأثر ہوکر اسلام قبول کیا گو تاریخ وسوانح کے صفحات پر ان کے واضح نشانات نہیں ملتے تاہم یہ باور کرنا ہوگا کہ ہندوستان جیسی کفر وشرک کی دھرتی پر توحید کی علمبرداری کی عظیم خدمات شہنشاہِ چشت خواجہ غریب نواز، آپ کے خلفاء اہلِ ارادت درویشوں نے انجام دی ہیں۔ انہیں اہل اللہ کا فیضان ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش نامی دو الگ ریاستیں وجود میں آنے کے باوجود موجودہ ہندوستان میں کم از کم ۱۵ ارکروڑ مسلمان موجود ہیں۔ جن کی رگوں میں توحید کا لہو گردش کر رہا ہے۔

سطورِ بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ خود رائے پتھورا کی فوج میں سے معزز لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ عوام کا اندازہ بھی اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی تبلیغ کا عمومی اثر تو پورے ملک پر ہوا مگر اجمیر، راجستھان اور دہلی واطراف میں آپ سے بلا واسطہ لوگوں نے اسلام کی دولت پائی اور دوسرے خطوں میں آپ کے خلفاء ومسترشدین نے اسلام وانسانیت کی انمٹ خدمات انجام دیں، جن کا ذکر آرہا ہے۔ پروفیسر ٹی، ڈبلیو آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' کے ترجمہ دعوتِ اسلام میں ہے۔

یہاں (اجمیر) پہونچنے کے بعد جس کو پہلے پہل آپ نے مسلمان کیا وہ راجہ کا ایک جوگی گرو تھا۔ رفتہ رفتہ ان کے مریدین کی ایک کثیر تعداد ان کے گرد جمع ہوگئی۔ جنہوں نے ان کی تعلیم وتلقین سے بت پرستی چھوڑ کر اسلام اختیار کرلیا۔ اب ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے آپ کی شہرت سب طرف پھیل گئی اور آپ کا شہرہ سن کر بہت سے ہندو لوگ اجمیر میں آئے اور آپ کی ترغیب سے مسلمان ہوگئے۔ روایت ہے کہ جب آپ اجمیر جاتے ہوئے راستہ میں دہلی کے اندر ٹھہرے تھے تو وہاں

آپ نے ۷۰۰ لوگوں کو مسلمان کیا تھا۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ عرفان وحقیقت کی اس شمعِ فروزاں کا گزر جہاں جہاں سے ہوتا لوگ پروانہ وار نثار ہوتے اور نا قابلِ انکار حقائق کھلی آنکھوں سے دیکھ کر کلمۂ توحید کے اسیر ہو جاتے۔ان کی تبلیغ کی اصل روح رضائے الٰہی اور انسانی برادری کی بے لوث محبت تھی وہ بنی آدم کو خود ساختہ بکھیڑوں سے چھڑا کر اس کے خالق تک پہونچانے کا درد رکھتے تھے۔

ان کا جو کام ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں

مردہ زندہ ہوگیا: ایک روز آپ کی خدمت میں ایک عورت روتی ہوئی آئی، عرض کی کہ میرے بیٹے کو حاکمِ شہر نے قتل کر دیا، آپ کو رحم آ گیا اور خدام کے ساتھ عصا لئے ہوئے قتل گاہ جا پہنچے۔ مقتول کا سر دھڑ سے ملا کر فرمایا کہ اے شخص اگر واقعی تو بے گناہ مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ مقتول کی نعش کو حرکت ہوئی، زندہ ہو گیا اور اپنا سر اٹھا کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر رکھ دیا اور خوشی خوشی اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا حاکمِ شہر یہ سن کر لرز گیا اور اس نے آ کر معافی مانگی۔

چھ روٹیاں: ایک شخص نے خواجہ فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میری زندگی بڑی ہی تنگ دستی میں گزر رہی تھی میں نے خواجہ غریب نواز کی طرف رجوع کیا، خواب دیکھا کہ آپ نے تشریف لا کر مجھے چھ روٹیاں عنایت کیں۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ساٹھ برس گزر چکے ہیں ہر روز مجھے ضرورت کے مطابق خرچ مل جاتا ہے اور میں اور میرے تمام گھر والے آرام و آسودگی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا فضلِ الٰہی تھا کہ سَرِ (سردار) حلقۂ اولیاء نے تجھ پر کرم فرمایا اور تیری عسرت رفع ہوگئی۔

غیب کی خبر: ایک روز آپ مشاہدۂ حق میں مصروف تھے کہ ایک مرید نے آ کر عرض کی کہ حضور حاکمِ شہر نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے اور میری جلا وطنی کا حکم بھی صادر کر دیا۔ پوچھا حاکم ہے کہاں؟ کہا: سوار ہو کر کہیں باہر گیا ہے۔ فرمایا تو جا وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ واپس گیا تو یہ خبر مشہور تھی۔

ظالم حاکم تائب ہوگیا: جب آپ ہرات سے سبزوار تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہاں کا حاکم شیعہ ہے اور ظالم ہے، جو شخص اپنے بچوں کا نام ابوبکر یا عمر رکھتا ہے قتل کرا دیتا ہے، بے حد متعصب ہے، نام یادگار مرزا ہے اور یہ اسی کا باغ ہے جس میں لبِ حوض آپ مقیم

ہوئے۔لوگوں نے منع بھی کیا کہ آپ یہاں نہ بیٹھیں، سخت ظالم ہے مگر آپ نے پرواہ نہ کی اتنے میں حاکم بھی بڑے شکوہ وطمطراق کے ساتھ آپہنچا، منع کرنا تو کجا نظر جو پڑی لرزنے لگا اور بیہوش ہوکر گر پڑا۔نہ صرف اس پر بلکہ اس کے تمام امراء وملازمین پر دہشت طاری ہوگئی آپ رحم دل بھی بہت تھے اور کس کی جرأت تھی آپ نے خود ہی اٹھ کر اس کے منہ پر پانی چھڑکا، ہوش میں آیا، توبہ کی اور اس کے تمام امراء وغیرہ بھی تائب ہوکر مرید ہوگئے اور یادگار مرزا نے توبہ کر کے اپنا تمام خزانہ اور زر وجواہر اللہ کی راہ میں لٹادیئے، غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کر دیا۔ اللہ کے دین اور رحمٰن کریم کا کرم ملاحظہ کیجئے کہ یہی شخص جس کا نامۂ اعمال پورا کا پورا سیاہ تھا آن کی آن میں قدوسیوں کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ باغی، دوست بن گیا اور خلافت پا کر ہرات کا صاحب ولایت ہوا۔

اونٹ بیٹھے ہی رہ گئے: حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں بالکل نووارد تھے جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے، ایک شخص نے روکا کہ یہاں مہاراج کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔آپ اٹھ کر تالاب اناساگر پر جا بیٹھے، جہاں صدہا بت خانے تھے، اگلے روز اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو وہاں سے نہ اٹھ سکے بادشاہ کے عملہ بہت پریشان ہوئے کہ آخر ماجرا کیا ہے، آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ کل ہم نے ایک فقیر کو یہاں سے زبردستی اٹھادیا تھا شاید یہ اس کی بددعا کا نتیجہ ہے، تمام لوگوں نے آپ کو تلاش کیا اور اناساگر پر بیٹھا ہوا پایا، آپ سے معافی مانگی اس کے بعد اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ سکے۔

جوگی جے پال سے عبداللہ تک: راجہ پرتھوی راج بالکل گھبرا چکا تھا اسی عالم میں اس نے جے پال جوگی کو جو ارضِ ہند کا سب سے نامور اور بڑا جادوگر تھا بلوایا، وہ مرگ چھالا (ہرن کی بالوں سمیت کھال جس پر بیٹھ کر درویش لوگ عبادت کرتے ہیں) پر ڈیڑھ ہزار چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے بہ سرعت اجمیر پہنچ گیا اور ایک خوفناک قوت کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا اس طرح کہ جادو کے شیر، اژدہے ساتھ ہیں اور سب آگ کے چکر پھینکتے ہوئے آگے

بڑھ رہے تھے، مخلوقِ عظیم ساتھ تھی، ہمراہی جادو کا یہ دہشت خیز سامان دیکھ کر گھبرائے۔ آپ نے سب کے گرد حصار کھینچ دیا، اب ایک طرف سے سانپ بڑھنے شروع ہوئے، دوسری طرف سے شیر چلے اوپر سے سامنے سے آگ برسنی شروع ہوگئی۔ دہشت ناک سما تھا، اہلِ شہر تک لرز رہے تھے، کوئی حصار کے اندر قدم نہ رکھ سکتا تھا، آپ نماز میں مصروف تھے جس کے بعد آپ نے ایک مٹھی خاک جو پھونک کر پھینکی سارا طلسم فنا ہو کر رہ گیا۔ اب میدان صاف تھا اور جے پال ہزیمت زدہ شکست خوردہ کھڑا تھا، اسے پرواز کا پورا ملکہ تھا، چنانچہ اڑا تو فضاؤں کی بلندیوں میں جا داخل ہوا مگر حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم فرمایا آپ کی کھڑاؤں اسے مارتے ہوئے زمین پر لا گرائی اب اس نے مطیع ہو کر، پاؤں پر گر کر معافی مانگی، مسلمان ہوا اور مرتبۂ کمال کو پہنچا۔ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ یہ اللہ کی دین ہے کہ وہ انتہائی شقاوت پسندوں اور بدبختوں کو بھی باذنہٖ تعالیٰ ہدایت دے کر آن کی آن میں انتہائی سعید بنا دیتا ہے۔

بے جان ہوگئے: کسی نے راجہ سے جا لگائی کہ غیر مذہب کے کچھ لوگ ہماری پرستش گاہ کے قریب آ ٹھہرے ہیں، راجہ نے حکم دیا کہ پکڑ کر نکال دو۔ سرہنگانِ راجہ جو پہنچے اور ہجوم کیا تو حضور نے آیۃ الکرسی خاک کی ایک چٹکی پر پڑھ کر پھینک دی جس پر پڑی وہ وہیں کا وہیں بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا۔ تیسرا ہی روز تھا کہ راجہ اور تمام اہلِ شہر تالاب پر پوجا کیلئے جمع ہوئے، رام دیو مہنت ایک جماعتِ کثیر کے ساتھ آپ کو بجبر اٹھانے کے لئے بڑھا۔ نظر جو اٹھائی تو جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اسی وقت قدموں پر گرا اور اسلام قبول کر لیا۔ یہ پہلا مسلمان تھا جو آگے چل کر بڑے مرتبہ پر فائز ہوا۔

اناساگر کا پانی ایک مشکیزے میں: راجہ پرتھوی راج کے ملازمین خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور انہوں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ بابا! آپ یہاں سے کہیں اور تشریف لے جائیں اور ہمارے تالاب سے آج کے بعد پانی وغیرہ

بھی نہ لیا کریں اور ہاتھ وغیرہ بھی اس تالاب سے نہ دھویا کریں کیوں کہ ہمارا تالاب پاک ہے اورنعوذ باللہ جب آپ ہاتھ پیراور جسم اس تالاب میں دھوتے ہیں تو یہ ناپاک ہوجاتا ہے، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے راجہ کے ملازمین دیکھو سارے لوگ اس تالاب میں نہاتے ہیں، پانی لے جاتے ہیں اور کپڑے وغیرہ دھوتے ہیں، اگرہم نے پانی لےلیا تو کیا ہوگیا؟ راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے کہا کہ بابا! وہ لوگ جو یہاں نہاتے ہیں، ہاتھ پیر دھوتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں وہ سب ہمارے دھرم، ہمارے مذہب، ہمارے مسلک کےلوگ ہیں۔لہٰذا آپ ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتے،آپ آج کے بعداس تالاب سے پانی نہیں لے سکتے۔ جب راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے بدتمیزی کی باتیں شروع کیں تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قطب الدین! عرض کی جی حضور۔فرمایا بیٹا اٹھو، مشکیزہ اٹھالواور وہ مشکیزہ اس تالاب کے پانی سے بھرلاؤ تاکہ پانی کی تکلیف وغیرہ نہ ہو۔شاید یہ ہندو پھرہمیں اس تالاب سے پانی بھرنے دیں یا نہ دیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے، مشکیزہ اٹھایا اور اناساگر کے کنارے پر پہنچےاور سیڑھیوں پر بیٹھ کرآپ نے فرمایا کہ اے راجہ کے ملازمین کیا ہم یہاں سے یہ مشکیزہ پانی کا بھرلیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں اب تو یہ مشکیزہ یہاں سے بھرلولیکن یادرکھو! آئندہ کے لئے اس تالاب سے پانی نہ لینا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکیزہ کو پانی میں ڈبویا، جب مشکیزہ پانی سے اچھی طرح بھر گیا تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر اٹھایا تو اناساگر کا سارا پانی اس مشکیزے میں آگیا اور اناساگر خشک ہوگیا، گویا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمالات اور تصرفات سے سارے پانی کو مشکیزے میں بند کرلیا اور زمین نے اپنے مسام کھول دئے اور سارا پانی زمین اپنے اندر جذب کرگئی اللہ پاک کی قدرت سے۔

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے خلفاء

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا وصال ۶۲۷ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے جلیل الشان خلفاء و اہلِ ارادت نے ملک کے طول و عرض میں اسلام کی بساط بچھائی۔ سیر الاقطاب کے اندر حضرت کے خلفاء کی تعداد تیرہ بتائی گئی ہے مگر مصنف خزینۃ الاصفیاء کے بیان کے مطابق حضرت کے اکیس خلفاء ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ (دہلی)
- ☆ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ (ناگور شریف)
- ☆ حضرت خواجہ فخر الدین فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ (سروار شریف)
- ☆ حضرت خواجہ برہان الدین عرف بدر علیہ الرحمہ (بدر شریف)
- ☆ حضرت شیخ وجیہہ الدین علیہ الرحمہ (ہرات)
- ☆ حضرت خواجہ برہان الدین عرب بدر علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)
- ☆ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)
- ☆ حضرت شیخ محسن علیہ الرحمہ
- ☆ حضرت خواجہ سلیمان غازی علیہ الرحمہ
- ☆ حضرت شیخ شمس الدین علیہ الرحمہ
- ☆ حضرت خواجہ حسن خیاط علیہ الرحمہ
- ☆ حضرت عبداللہ (جن کا نام جے پال تھا) علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)
- ☆ حضرت شیخ صدر الدین کرمانی علیہ الرحمہ
- ☆ حضرت بی بی حافظہ جمال صبیہ سعیدہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ (اجمیر شریف)
- ☆ حضرت شیخ محمد ترک نارنولی علیہ الرحمہ (دہلی)

☆ حضرت شیخ علی سنجری علیہ الرحمہ

☆ حضرت خواجہ یادگار علی سبزداری علیہ الرحمہ

☆ حضرت خواجہ عبداللہ بیابانی علیہ الرحمہ

☆ حضرت شیخ متا علیہ الرحمہ

☆ حضرت شیخ وحید علیہ الرحمہ

☆ حضرت شیخ مسعود غازی علیہ الرحمہ (واضح رہے کہ یہ حضرت سالار مسعود غازی بہرائچی کے علاوہ ہیں)

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے بعد آپ کے جن خلفائے نامدار کے ذریعہ اکنافِ ہند میں اشاعتِ اسلام اور دینِ حنیف کے نمایاں کام سرانجام پائے ان میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ حمید الدین ناگوری کے اسمائے مبارکہ بدرِ منیر کی طرح درخشاں اور تاباں ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ وہ دور خطۂ ہند میں مسلم سلاطین کے اقتدار کا دور تھا۔ شمشیر وسنان کے سائے میں مسلم سلاطین ایک طرف یہاں کے قدیم سیاسی نظام کی اصلاح کررہے تھے دوسری طرف مشائخِ سلاسل بالخصوص حضرت خواجہ غریب نواز اور ان کے خلفاء دلوں کی سرزمین میں اپنے اخلاق و کردار اور خدمتِ خلق کے ذریعہ اسلامی تعلیم کی شجر کاری کررہے تھے۔ ان کی بہی خواہی اور جذبۂ ہمدردی نے قلوب کی تسخیر فرمائی اور لوگ جوق در جوق اسلام کے دامن میں آتے گئے۔

وصال شریف: شبِ وصال چند اولیاء اللہ نے رسولِ خدا ﷺ کو عالمِ رؤیا (خواب) میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا معین الدین حق تعالیٰ کا دوست ہے، ہم آج اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

۶؍رجب المرجب ۶۲۷ھ مطابق ۲۱؍مئی ۱۲۲۹ء بروزِ شنبہ بعد نمازِ عشاء آپ نے حجرہ شریف کا دروازہ بند کرلیا اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت کردی۔

خدام حجرہ کے باہر موجود رہے، رات بھر کانوں میں طرح طرح کی آوازیں آتی

رہیں، پچھلے پہر آواز موقوف ہوگئی۔ جب نمازِ صبح کا وقت ہوا اور حجرہ شریف کا دروازہ حسبِ معمول نہ کھلا تو توڑ کر دیکھا گیا کہ آپ واصل بحق ہو چکے ہیں اور جبینِ مبارک پر بخطِ قدرت ”ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ“ منقوش ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا   صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا

پسماندگان: حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بترتیب دو نکاح فرمائے تھے۔ پہلی بیوی سے دو صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر، حضرت خواجہ حسام الدین ابو صالح اور ایک صاحبزادی تاج المستورات بی بی حافظ جمال ہیں اور دوسری بیوی سے صرف ایک صاحبزادے حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوسعید ہیں۔

سرکار خواجہ کی تمام اولاد علم و عرفان اور ولایت وتقرب کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھیں، آج بھی ان کے مزارات سے فیوض و برکات کے چشمے جاری ہیں۔

خواجۂ خواجگانِ چشت، اہلِ بہشت حضور غریب نواز کا سلسلۂ طریقت قطب الاقطاب سرکار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ساری دنیا میں پھیل گیا، حضرت خواجہ قطب الدین چودہ سال کی عمر شریف میں بمقام اوش سرکار غریب نواز کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔

دلوں کا مرکزِ عشق: کشورِ ہند میں خواجہ کا روضۂ پرنور دلوں کا مرکزِ عشق ہے۔ جملہ اقطارِ ارض سے شوق کے قافلوں کا ہر دور میں وہ کعبۂ مقصود رہا ہے، آج بھی ہندیوں کا وہی قبلۂ آرزو ہے، بلاتفریق مذہب وملت خواجہ کی چوکھٹ پر سب کی گردن عقیدت خم رہی ہے اور آج بھی خم ہے، قیامت تک خم رہے گی، غریب و امیر، نیک و بد، عالم و جاہل، سالک و مجذوب، حاکم ومحکوم، شاہ و گدا، سرمست و ہوشیار یکساں طور پر سب کے لئے خواجہ کا آستانہ دل کی تسکین، روح کی کشش اور پیشانیوں کی تسخیر کا گہوارہ رہا ہے۔

مسلم بادشاہوں سے لے کر برطانوی فرمانرواؤں تک سب نے حضرت خواجہ کی

عظمتِ خدا داد کے آگے عقیدتوں کا خراج پیش کر کے ان کی معنوی بادشاہت پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

سلاطینِ ہند دربارِ خواجہ میں

سلطان محمود خلجی کی آمد: سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا، اس نے گنبدِ مبارک اوراس سے ملحق مسجداور بلند دروازہ تعمیر کرا کے اپنی اس عقیدت ومحبت کا ثبوت پیش کیا۔

شہنشاہ اکبر کی آمد: شہنشاہ اکبر نے بھی دربارِ خواجہ غریب نواز میں حاضری دی ہے اور نہایت ہی عقیدت ومحبت کا ثبوت پیش کیا ہے۔اس کی عقیدت کی نشانی درگاہ وقف کا قیام ہے۔

جہانگیر کی آمد: جہانگیر اپنے والد کی طرح دربارِ غریب نواز میں نہایت عقیدت ومحبت سے حاضر ہوتا تھا، عرسِ مبارک کی محفل میں بھی اس نے شرکت کی ۱۰۲۸ء ھ کے عرس میں رجب کی چھٹی شب کو آدھی رات تک قوالی کی محفل میں شرکت کی۔ وہ خود لکھتا ہے ''آدھی رات تک میں نے وہاں قیام کیا، خدام وصوفیاء نے وجد وحال کیا''

شہنشاہ شاہ جہاں کی آمد: شہنشاہ شاہ جہاں کی عقیدت اس کی تاریخی عمارات سے عیاں ہے جو اس نے درگاہ معلیٰ میں اور شہرِ اجمیر میں انا ساگر تالاب کے کنارے بنوائی ہیں۔

عالمگیر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی آمد: حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جہاں دنیاوی حکمراں گزرے ہیں وہیں خداترس اور شریعتِ مطہرہ کے پابند تھے۔آپ بھی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بارہا حاضر ہوئے اور ان کے دربار میں نیازمندی کا ثبوت پیش کیا۔

سلاطین کے علاوہ نوابوں اور غیر مسلم راجاؤں نے بھی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی ہے، جن میں سے نواب حیدر آباد، راجہ جودھپور، راجہ گوالیار کے نام مشہور ہیں۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی اور سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہما

دینِ متین کے اجلے اجلے چہرے سے گرد وغبار صاف کرنے والے اور دین کو نئی زندگی اور تب وتاب عطا کرنے والے محسن حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کے میکدے سے سیراب ہونے والے عاشق صادق اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے غوثیت کی باران رحمت ونکہت کے حوالے سے حضرت سلطان الھند کی بارگاہ عالی کے پیش رو بڑا خوبصورت شعر نظم فرمایا۔

مزرع چشت و بخارا و عراق واجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب تالیف کی "ذیل المدعا لاحسن الوعا" (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی) اس میں قبولیت دعا کے مقامات ذکر فرمائے اور ہندوستان میں بارگاہ سلطان الہند کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جہاں حق سبحانہ وتعالیٰ دعاؤں کو شرف قبول عطا فرماتا ہے۔ محدث بریلوی کے دور میں ایک اعتراض یہ ہوا کہ سلطان الھند کو غریب نواز نہیں کہنا چاہیئے اس کا جواب محدث بریلوی نے مدلل تحریر فرمایا اور آخر میں لکھا "**حضرت سلطان الھند معین الحق والدین ضرور غریب نواز ہیں**"

علامہ حسن رضا خاں بریلوی جو شعر وسخن اور ادب کے شناور ہیں اور محدث بریلوی کے برادر متوسط آپ کا یہ شعر زبان زد عام وخاص ہے ؎

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

یوں ہی اجمیر شریف میں "شریف" کی جو اضافت ہے اس پر جب حاسدین نے زبان کھولی تو محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اس اعتراض کا بھی مسکت جواب اپنے فتاویٰ میں دیا۔

حضور غریب نواز کی تعلیمات وارشادات:

حضور غریب نواز نے فرمایا کہ

☆ نماز مومن کی معراج ہے، نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا خلاصی پائے گا۔

☆ جو بھوکوں کو کھانا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کرتا ہے، اس کو دوزخ سے خلاصی ملتی ہے، بہشت میں اس کے لئے ایک محل تیار ہوتا ہے۔

☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی اس نے گویا اپنے گھر کو ویران کیا، اس کے یہاں سے خیر وبرکت اٹھ جاتی ہے۔

☆ اہلِ سلوک کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے اور اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ کسی مسلمان کو بلا وجہ ستائے یہ عمل اللہ ورسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے۔

☆ اولاد کا والدین کو دیکھنا عبادت ہے چوں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی کے لئے کرتی ہے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو فرزند اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار ہا سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

☆ خدا کے نزدیک اس سے بہتر کوئی طاعت نہیں ہے: عاجزوں کی فریادرسی، حاجت مندوں کی حاجت برآری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

☆ حدیث میں آیا ہے ”اَلصُّحبَۃُ تُأَثِّرُ“ یعنی صحبت اثر انداز ہوتی ہے لہٰذا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہئے۔

☆ حاجت برآری کے لئے سورۂ فاتحہ بکثرت پڑھنا چاہئے۔

اوراد ووظائف

برائے روشنیٔ چشم: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں بعد نماز تین مرتبہ پڑھ کر انگلی پر دم کر کے آنکھ میں لگانے سے بصارت میں کمی نہ ہوگی بلکہ جو کچھ نقصان پہنچ چکا ہے، جاتا رہے گا ”وَ السَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِاَيْدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وَ الْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ“

برائے جملہ حاجات: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان آیتوں کو انگشتری پر کندہ کرا کرا اپنے پاس رکھے ”وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوْا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَّ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ“

برائے اشیائے گمشدہ: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ کو پڑھ کر گم شدہ شئی تلاش کی جائے تو انشاء اللہ ضرور مل جائے گی ورنہ غیب سے کوئی عمدہ شئے ملے گی ”وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَاداً يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ“

برائے ادائیگیٔ قرض: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھ لینے سے انشاء اللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا ”رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ“

برائے دفعِ مصیبت: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کو پڑھنے سے مصیبت سے نجات مل جاتی ہے ”اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ“

عقیدت مندان خواجہ سے التماس

میرے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دیوانو! یہ حقیقت ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت وفرمانبرداری بھی کرتا ہے، اس کے نقشِ قدم پر چلنے کی حتّی المقدور کوشش کرتا ہے، چنانچہ ایک عربی شاعر نے کہا ہے ؎

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَّاَطَعْتَہٗ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

لہٰذا تمام عاشقانِ حضور سیدنا خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گزارش ہے کہ وہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دئے ہوئے مشن کو اپنانے کی کوشش کریں کیوں کہ ہماری زندگی کی کامیابی کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ انسان اپنی بداعمالی نیز نفس کی سرکشی کی وجہ سے مولیٰ کے عذاب کا شکار ہونے والا ہوتا ہے مگر ایسے ہی کسی اللہ والے کی نگاہ پڑ جاتی ہے اور اس کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ جب شیطان کے وسوسوں کا شکار ان کی عنایتوں سے محفوظ ہو جا رہا ہو تو اگر کوئی بندہ اللہ والوں کے مشن کو اپنا کر ان کی تعلیمات کا پابند ہو کر خلقِ خدا کی بھلائی کا کوئی کام انجام دے تو یقیناً یقیناً وہ رب کی بے پناہ عنایتوں، کرم نوازیوں کا مستحق ہو گا اور ان اللہ والوں کی نگاہِ فیض سے دنیا ہی میں وہ مقام پائے گا کہ اہلِ دنیا دیکھ کر رشک کریں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، آپ کے مشن اور آپ کے فرمودات کی روشنی میں اپنی زندگی گزاریں اور اصل میں یہی ان سے محبت کا اصلی ثبوت ہے اور ان کے فیضان پانے کا ذریعہ بھی۔

امید ہے کہ زیرِ نظر کتاب کے مطالعہ سے سلطان الہند، خواجۂ خواجگان، سیدنا خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، آپ کے فرمودات اور آپ کے مشن کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہو گا اور ہم کو ان کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا اہم ذریعہ بھی حاصل ہو چکا ہو گا۔

تو آیئے ہم عہد کریں کہ ان شاء اللہ زندگی کی آخری سانس تک ہم اپنے محسنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے انہیں کے نقوشِ قدم پر زندگی گزارنے کی کامیاب کوشش کریں گے۔ اللہ پاک ہم سب کو اپنے حبیب ﷺ نیز غوثِ اعظم وخواجۂ خواجگان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے صدقے وطفیل شیطان کے وسوسوں سے بچائے اور اللہ والوں کی صحبت میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

مآخذ و مراجع

☆ قرآنِ کریم مع ترجمۂ کنز الایمان
☆ کتبِ احادیث
☆ علم القرآن، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ
☆ معین الارواح
☆ حکایات اولیاء
☆ ہندوستان اور اسلام
☆ ماہنامہ یٰسین سلطان الہند نمبر
☆ ماہنامہ استقامت اولیاء نمبر
ودیگر کتب